اس کو پلٹ کر جواب دے یا دو بدو جواب دینے لگے تو آپ اسے زبان درازی نہیں تو اور کیا کہیں گے؟ کجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کوئی یہ رویّہ اختیار کرے۔ اب اگر کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بڑھ کر ازواجِ مطہرات کے احترام کی فکر ہے تو اس کا آخر میرے پاس کیا علاج ہے ظاہر ہے کہ ازواجِ مطہرات کا رویّہ کچھ زیادہ ہی ناپسندیدہ ہو گیا تھا جس کی بناء پر پہلے تو حضرت عمرؓ اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ پر غضب ناک ہوتے، پھر ازواجِ مطہرات میں سے ایک ایک کے ہاں جا کر ان کو اللہ کے غضب سے ڈرایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ وسلّم نے ناراض ہو کر ۲۹ دن تک ان سے قطع تعلق کر کے اپنے بالاخانے میں قیام فرمایا حتیٰ کہ صحابۂ کرام میں یہ تشویش پھیل گئی کہ حضورؐ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے، اور آخر کار خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن کو تنبیہ فرمائی۔ اب اگر یہ محض پلٹ کر جواب دینے یا دُو بدُو جواب دینے ہی کا چھوٹا سا معاملہ تھا تو یہ معترضین اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں کہ ذرا سی بات پر ایک آیت نازل کر دی؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا سمجھتے ہیں کہ آیا آپ معاذ اللہ بڑے ہی تُنک مزاج واقع ہوئے تھے کہ ذرا سی بات پر بیویوں سے اس قدر ناراض ہو گئے؟ اور حضرت عمرؓ کو کیا سمجھتے ہیں کہ ذرا سی بات پر بیٹی کو ڈانٹا اور پھر ازواجِ مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر جا کر ان کو خدا سے ڈراتے پھرے؟ یہ سب کچھ تو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے جسے صرف نقل کرنے کا میں گناہ گار ہوں۔ رہے معترضین تو انہیں بہر حال میری ہر بات پر اعتراض کرنا ہے اس لیے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کی کسی بات کی طرف کوئی توجہ نہیں کروں گا۔ جب تک چاہیں وہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے رہیں۔

"ابُوالاعلیٰ" نام پر اعتراض

سوال۔ مولانا مودُودی کے خلاف بہت سے اعتراضات کا اطمینان بخش جواب دیا جا چکا ہے، مگر ایک اعتراض ایسا ہے جس کا ابھی تک کوئی مفصّل اور مدلّل جواب نہیں دیا گیا

یا پھر اس کا جواب دینا مناسب یا ضروری خیال نہیں کیا گیا، حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس اعتراض کو ایک مدت سے بار بار دہرایا جا رہا ہے۔ یہ اعتراض مولانا کے نام پر عائد کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے الاَعْلیٰ تو اللہ کا نام ہے اور اس طرح ابُو الاعلیٰ کے معنی (نعوذ باللہ) اللہ کے باپ کے ہوتے ہیں۔ ابلہ فریبی سے کام لیتے ہوئے جب بعض لوگ یہ اعتراض اٹھاتے ہیں اور پھر حاشیہ آرائی اور اشتعال انگیزی کے ساتھ اسے پبلک اسٹیجوں پر پیش کیا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ عامۃ المسلمین سخت منوحش و بدظن ہوتے ہیں اور جو لوگ حسنِ ظن سے کام لیتے ہیں، وہ بھی ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض غلط ہے تو اس کی غلطی اچھی طرح واضح کیوں نہیں کر دی جاتی تاکہ اس گمراہ کن پراپگنڈے کا خاتمہ ہو سکے۔

اس سلسلے میں اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ ابُو الاعلیٰ مولانا مودُودی کا اصل نام ہے یا انہوں نے خود اپنی یہ کنیت رکھ لی ہے؟ اگر اس میں غلط فہمی یا اعتراض کی گنجائش ہے تو کیا اسے تبدیل کرنا مناسب نہیں ہے جبکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نام تبدیل فرمائے اور بعض کنیتیں بھی پسند نہیں فرمائیں بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ نام چاہے قابلِ اعتراض نہ ہو، تب بھی اس کا کوئی خاص مفہوم اور مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ ترجمان میں اگر ان سب پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اس طرح کے سارے اعتراضات کا جائزہ ایک مرتبہ لے لیا جائے، تو امید ہے کہ لوگوں کے ذہن صاف ہو جائیں گے، ورنہ دوسری صورت میں ایسی اشتعال انگیزیاں خطرناک نتائج بھی پیدا کر سکتی ہیں جیسا کہ حال ہی کے بعض واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔"

جواب، (از ملک غلام علی صاحب)، کسی پڑھے لکھے اور معقول انسان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ لوگوں کے ناموں پر معترض ہو، یا اس طرح کے اعتراضات کو سنجیدہ توجہ کے قابل سمجھے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ بعض جہلاء نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں بے شمار دوسرے اعتراضات کے ساتھ نام پر بھی اعتراض کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، حتیٰ کہ سادہ لوح عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ

اعلیٰ کے معنی اللہ کے ہیں، اس لیے جس شخص کا نام ابوالاعلیٰ ہے، وہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا باپ ہونے کا مدعی ہے۔ یہ ایک ایسی بیہودہ حرکت ہے جس کو ہم نے اب تک قابلِ اعتنا نہیں سمجھا اور اس بات پر اعتماد کیا کہ معقول لوگ خود اس بیہودگی کو قابلِ نفرت سمجھیں گے لیکن اب یہ بات اتنی بڑھ گئی ہے کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کی صحیح حقیقت و ماہیت واضح کر دی جائے اور معترضین کی جہالت و فریب دہی کا پردہ چاک کر دیا جائے۔

سب سے پہلی بات جو قابلِ وضاحت ہے وہ یہ ہے کہ ابوالاعلیٰ کنیت نہیں ہے بلکہ والدین کا رکھا ہوا نام ہے جو خاندانِ مودودیہ کے ایک بزرگ حضرت ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۹۳۵ھ) کے نام پر رکھا گیا ہے۔ یہ بزرگ سکندر لودھی کے زمانے میں چشت سے نقل مکانی فرما کر ہندوستان میں آئے تھے یہ بزرگ ایک مشہور سلسلۂ ارشاد و ہدایت سے تعلق رکھتے تھے، خود ایک بڑے عالم تھے اور ان کا زمانہ بھی اہلِ علم و تقویٰ سے خالی نہ تھا۔ اگر اس نام میں کوئی پہلو بھی قابلِ اعتراض ہوتا، تو یقیناً اسی زمانے میں علماء اور صوفیاء اس پر معترض ہوتے اور اسی خاندان میں دوبارہ یہی نام تجویز کیے جانے کی نوبت نہ آتی۔ تاہم اس امر کا اب بھی جائزہ لیا جا سکتا ہے کہ فی الواقع اعلیٰ اللہ کے اسماءِ حسنیٰ میں شامل ہے یا نہیں اور ابوالاعلیٰ نام رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

عام طور پر مشہور ہے اور بعض صحیح احادیث میں بھی یہ بات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں سُننِ ترمذی، کتاب الدعوات کے ایک باب میں (جس کا عنوان نہیں ہے) اس طرح کی احادیث یکجا کر دی گئی ہیں جن میں سے حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ پورے ننانوے نام مذکور ہیں مگر ان میں اعلیٰ کا نام موجود نہیں ہے۔ ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب اسماء اللہ میں بھی حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور اس میں بھی الاعلیٰ شامل نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ربّ کی صفت تو اعلیٰ مذکور ہے (مثلاً ربک الاعلیٰ یا ربہ الاعلیٰ)۔ مگر تنہا اعلیٰ کا لفظ اللہ کے اسماءِ حسنیٰ یا صفاتی ناموں میں شامل نہیں کیا گیا۔ صرف یہی نہیں کہ مجرد الاعلیٰ اللہ کے لیے مستعمل نہیں بلکہ عال یا العالی کا لفظ بھی اکیلا اللہ کے لیے قرآن میں وارد نہیں، بلکہ غیر اللہ ہی کے لیے آیا ہے (مثلاً نحو

عالین، جنۃ عالیۃ۔ عالیھا سافلہا)۔ اعلیٰ کا لفظ عالی ہی کا افعل التفضیل ہے، عالی کے معنی بلند اور اعلیٰ کا مطلب بلند تر۔ اب جو شخص اعلیٰ یا الاعلیٰ کا لفظ مطلقاً بول کر اس سے فقط اللہ تعالیٰ مراد لینا چاہتا ہے اور اس لفظ کو اللہ کے اسماء میں شمار کرتا ہے، وہ بالکل ایک بے دلیل بات کہتا ہے کیونکہ قرآن و حدیث میں کہیں بھی محض لفظ الاعلیٰ بول کر اللہ کی ذات مراد نہیں لی گئی ہے۔

تاہم العالی یا الاعلیٰ کو اللہ کے صفاتی ناموں میں اگر شامل سمجھ بھی لیا جائے کیونکہ بعض علماء کے نزدیک اسمائے حسنیٰ ۹۹ کی گنتی میں محصور و محدود نہیں ہیں تب بھی یہ نام یا الفاظ ایسے ہرگز نہیں ہیں جن کا استعمال غیر اللہ کے لیے ممنوع ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود حضرت موسیٰ سے فرماتا ہے: لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی (تو مت ڈر، تو ہی اعلیٰ ہے۔ طٰہٰ ۔۶۸)، مومنین سے فرماتا ہے:۔۔۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (اور تم ہی اعلیٰ ہو گے اگر تم مومن ہو گے۔ آل عمران ۔۱۳۹) پھر فرماتا ہے۔۔۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ (اور تم ہی اعلیٰ ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ محمد، ۳۵)۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ جن کا حدیث میں ذکر ہے ان میں صرف چند نام ایسے ہیں جن کے متعلق علماء و محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ اللہ کے لیے مختص ہیں اور غیر اللہ کے لیے ان کا استعمال ممنوع ہے۔ وہ اسماء یہ ہیں: اللہ، الرحمٰن، السبّوح، القدّوس۔ ان کے ماسوا تقریباً تمام اسمائے صفات ایسے ہیں جو اللہ و غیر اللہ کے لیے استعمال ہو سکتے ہیں اور قرآن، حدیث اور لغت عرب میں بکثرت ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں یہ الفاظ اللہ اور غیر اللہ دونوں کے لیے آئے ہیں۔ مثلاً الرحیم، الملک، المومن، المھیمن، العزیز، المتکبر، العلیم، السمیع، البصیر، الحسیب، الودود، الرؤف اور اس طرح کے اور بہت سے صفاتی نام ایسے ہیں جو قرآن مجید ہی میں اللہ کے لیے اور دوسروں کے لیے یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ قرآن میں اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا اور اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ بھی آیا ہے اور علی ایک صحابی کا بھی نام ہے۔ اگر یہ نام کسی لحاظ سے بھی قابل اعتراض ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور تبدیل فرما دیتے کیونکہ آپ نے بہت سے ایسے نام بدل دیئے تھے جو کسی پہلو سے ناجائز یا ناپسندیدہ تھے۔ صحاح ستہ کے متعدد راویان حدیث ایسے ہیں جو اپنی کنیت ابو علی کے ساتھ معروف ہیں۔ بو علی سینا اور بو علی قلندر کے الفاظ تو زبان زد خلائق ہیں۔

بوعلی ابوعلی ہی کا مخفف ہے۔ لیکن آج تک کسی شخص نے یہ کہہ کر اپنی جہالت کا ثبوت نہیں دیا کہ علی چونکہ اللہ کا نام ہے، اس لیے جو علی نام رکھتا ہے، وہ خدا ہونے کا مدّعی ہے اور جو ابوعلی نام یا کنیت رکھتا ہے وہ خدا کا باپ ہے۔ اسی طرح حکیم اسمائے حُسنیٰ میں شامل ہے اور ایک صحابی کا نام بھی ہے۔ مالک اللہ کا نام بھی ہے، ایک فرشتے کا نام بھی ہے اور مالک ہمارے ایک بہت بڑے امام حدیث و فقہ کا نام بھی ہے۔ پھر ابو مالک، ابو حکیم، ابو بصیر ایسی کنیتیں ہیں جن سے ہمارے متعدد اصحابِ سلف پہچانے جاتے ہیں۔ اگر یہ سارے نام اور کنیتیں جائز اور صحیح ہیں اور ان کے رکھنے والے نہ خدائی کے دعویدار تھے نہ معاذ اللہ خدا کے باپ ہونے کے مدعی تھے تو کون احمق یہ بات کہہ سکتا ہے یا مان سکتا ہے کہ جس کا نام اُبوالاعلیٰ ہے، اس نے خدا کا باپ ہونے کا (معاذ اللہ) دعویٰ کر دیا ہے۔ آخر جہالت، غباوت اور عناد کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے۔

پھر جو شخص بھی عربی جانتا ہے اور جس نے دینی علوم میں کچھ بھی شُدبُد پیدا کی ہے، وہ اس بات سے بے خبر نہیں رہ سکتا کہ صحابۂ کرام اور اَسلافِ عظام میں بے شمار شخصیتیں ایسی تھیں جن کی کنیتیں یا کنیت کے طرز پر جن کے اسمائے گرامی ایسے تھے جن کا صحیح مفہوم مشکل ہی سے متعین ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ان میں سے چند ایک یہ ہیں: حضرت ابوبکرؓ، ابوبکرۃؓ، ابومحذورۃؓ، ابوثعلبہؓ، ابوجندلؓ، ابوبحر، ابوالقیلانؒ، ابوحنیفہؒ، ابوالابرد، ابوالاحوص، ابوادام، ابوالاسباط، ابوالاشہب، ابوالبختری، ابوثور، ابوتوبہ، ابوزرعہ، ابوالفرجؒ۔ غرض یہ کہ سینکڑوں ایسے نام ہیں جن کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ ان کا یقینی مفہوم کیا ہے؟ بعض لوگوں نے ان کی حقیقی وجہ تسمیہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ ساری کوششیں تکلف سے خالی نہیں ہیں۔ اب جو عقلمند پوچھتے ہیں کہ اُبوالاعلیٰ سے کیا مُراد ہے، مَیں ان سے پوچھتا ہوں کہ بزرگانِ سلف میں سے چند نام جو مَیں نے ابھی درج کیے ہیں، کیا یہ بھی آپ نے کبھی پڑھے یا سُنے ہیں اور ان میں کتنے ناموں کی مراد آپ نے بالتحقیق معلوم کر لی ہے؟

پھر جہاں تک کنیت میں لفظ ابو کا تعلق ہے، اس کے معنی ہر حالت میں باپ کے وہی لے سکتا ہے جو عربی زبان سے بالکل نابلد ہو۔ حضرت ابوبکرؓ یا حضرت ابوبکرۃؓ کی اولاد میں سے کسی کا نام بکر یا بکرہ

نہ تھا۔ اسی طرح ابو حنیفہ کی کسی صاحبزادی یا صاحبزادے کا نام حنیفہ نہ تھا۔ بعض اوقات ابو کا لفظ باپ کے بجائے اُسی مفہوم میں آتا ہے جس میں عربی کا لفظ "صاحب" یا اردو کا لفظ "والا" آتا ہے۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ ایک بلی رکھتے تھے، اس لیے ان کا نام ابو ہریرہؓ مشہور ہو گیا اس کے معنی بلی والے کے ہیں نہ کہ بلی کے باپ کے۔ حضرت علیؓ ایک مرتبہ مسجد کے کچے خاکی فرش پر لیٹے ہوئے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ محبت آپ کو ابو تراب کے لقب سے یاد فرمایا اس کے معنی خاک آلود کے ہیں نہ کہ مٹی کے باپ کے۔ عُذر یا عذرہ بعض اوقات دوشیزہ کو کہتے ہیں اور جو اس سے نکاح کرے اُسے ابو عُذر کہا جاتا ہے، اس سے مُراد کنواری کا شوہر ہے نہ کہ اس کا باپ۔ علامہ ابن الاثیر الجزری جنہوں نے لغتِ حدیث کی مشہور کتاب "النہایہ فی غریب الحدیث والاثر" لکھی ہے ان کی کنیت ابوالسعادات ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صاحب السعادات یا طالبِ سعادت ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ برکات و سعادات کے باپ ہیں۔ ابوالبرکات اور ابوالحسنات کا ترجمہ شاید کوئی جاہل ہی برکات و حسنات کے باپ کر سکتا ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا تعارف صرف سرزمین پاکستان تک محدود نہیں ہے، بلکہ اللہ کے فضل و کرم سے ان کے نام، ان کی شخصیت، ان کے افکار و نظریات سے عالمِ عرب کے خواص و عام پوری طرح شناسا ہو چکے ہیں۔ بڑے بڑے اہلِ علم و فضل ان کا نام سنتے ہیں، پڑھتے ہیں، بولتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ لیکن آج تک ان کے اسمِ گرامی کے متعلق اہلِ لسان اور ذی علم اصحاب کی طرف سے کوئی اشکال و اعتراض سامنے نہیں آیا۔ صرف ہمارے ہاں ہی کے بعض ناقابلِ ذکر اور بر خود غلط لوگ ہیں جو اپنے مَبلغ علم کا مظاہرہ کرتے پھر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی ضد اور ہٹ دھرمی اور بُغض و حسد کا اندازہ اسی سے کیا جا سکتا ہے کہ اس طرح کے گھٹیا اعتراضات یہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں بے تکلف دُہراتے ہیں۔ اس کے بعد اگر کوئی ان کے دوسرے اعتراضات کو قابلِ توجہ سمجھے تو یہ اس کی اپنی ہی نادانی ہے۔ ہمارے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ روز وہ ایک سے ایک بیہودہ اعتراض کرتے چلے جائیں اور ہم ان کے جوابات دینے میں اپنا وقت ضائع کریں۔